QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

Rules of Orthographic Notation Concerning *"Hamzah Muhaqqaqah"* & *"Hamzah Mukhaffafah"*; A Research View

ہمزہ محققہ اور ہمزہ مخففہ سے متعلق قواعدِ ضبط: ایک تحقیقی جائزہ

Sara Bano
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email: sarabanosara@gmail.com
Hafiz Muhammad Abdullah
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
Email: abdullaharabicaas@gmail.com

In the orthographic system of the Qur'an (Qur'anic Dabt), the rules related to the letter Hamzah are among the most intricate and complex topics. These rules have long puzzled even the most accomplished scholars and specialists in the field. Linguistically, Hamzah implies intensity, pressure, and criticism. Fundamentally, there are two types of Hamzah: Hamzah Muḥaqqaqah (the realized Hamzah) and Hamzah Mukhaffafah (the lightened Hamzah). Hamzah Muḥaqqaqah is always retained in both writing and pronunciation, making it a heavy and difficult sound to articulate. Due to its phonetic heaviness, the Arabs—particularly the people of Hijaz and the Quraysh—sought various ways to lighten its pronunciation. As a result, several methods of Hamzah simplification (known as takhfīf) emerged, especially from the Hijazi tradition. The main techniques used for lightening the Hamzah are: Ibdāl (substitution), Tashīl Bayn Bayn (softening to a sound between two letters), Ḥadhf (omission), and Naql al-Ḥarakah (transfer of the vowel). This study briefly explores the classifications and phonetic treatments of Hamzah within the context of Qur'anic recitation and writing, offering clarity on a subject that has historically been challenging for scholars of Tajwīd and Qirā'āt.

Keywords: Dabt, Hamzah, Hamzah Muḥaqqaqah, Hamzah Mukhaffafah, Ibdāl, Tashīl Bayn Bayn, Ḥadhf, Naql al-Ḥarf

تعارف:

قرآنِ کریم کے علوم دو طرح کے ہیں۔ ا۔معنوی علوم ۲۔لفظی علوم۔ معنوی علوم جیسے علم التفسیر، علم الاحکام، علم الناسخ والمنسوخ، علم المحکم والمتشابہات،وغیرہ وغیرہ اور لفظی علوم جیسے علمِ عدالآی، علم الرسم، علم الضبط، علم التجوید، علم القراءات، علم الوقف والابتداءوغیرہ۔ہماراموضوع قرآنِ کریم کے لفظی علوم سے متعلق ہے۔

قرآن کریم سے متعلق ہر علم اپنے اندر بہت گہرائی اور وسعت رکھتا ہے۔اسی طرح علم الضبط (قرآن کریم کے اعراب کا علم) ہے۔ یہ موضوع نہایت ہی اہم ہے کیونکہ قرآن کریم کو پڑھنے کے لیے اس کے اعراب کا صحیح علم اور ان کو ادا کرنے کے صحیح قواعد کا علم ہونا بہت ضروری ہے۔ تا کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت کے وقت ہر چھوٹی بڑی غلطی سے بچ سکیں۔ کیونکہ قرآن کریم کوئی عام کتاب نہیں ہے کہ اسے ہم اپنی مرضی سے جیسے چاہیں پڑھیں بلکہ اس کے معاملے میں بڑی احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ قرآن کریم کے بعض مقامات پر ایسانازک مسئلہ بھی پیش آتا ہے کہ معمولی سی اعرابی غلطی سے اس کے معانی اتنے تبدیل ہو جاتے ہیں کہ اصل معانی کے بالکل متضاد ہو جاتے ہیں۔ کبھی تو معاملہ کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يُّقْرَأُ الْقُرْاٰنُ كَمَا أُنْزِلَ»[1]

''بے شک اللہ تعالی اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآنِ کریم جس طرح نازل ہوا ہے اسی طرح پڑھا جائے۔''

قرآنِ کریم کی درست تلاوت کے لئے درست کتابت ایک بنیادی ضرورت ہے۔ صحتِ کتابت کا معیار اور اس کی بنیاد ”علم الرسم“ پر ہے۔اور صحتِ قراءت کا دار و مدار بڑی حد تک ”علم الضبط“ پر ہے۔ مقالہ ہذا میں قرآنِ کریم کے نظامِ ضبط میں سے ہمزہ کے ایک پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ہمزہ کا تعارف

ہمزہ در اصل ایک ایسا حرف ہے جس کی کتابت میں کوئی صورت (کرسی) نہیں ہوتی، لہٰذا اسے حروف اللین کی صورت پر لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمزہ کے ساتھ نطق کرنا ایک پر مشقت امر ہے۔ پس اس کا تلفظ آسان کرنے کے لئے اسے حروف اللین کی طرف جھکا دیتے ہیں، کبھی اس کو حروف اللین سے بدل دیتے ہیں اور کبھی حذف کر دیتے ہیں تو یہ ایسے ہو جاتا ہے گویا کہ حروف اللین میں سے ہی ہے۔[2]

قرآنِ کریم کے نظامِ ضبط میں ہمزہ سے متعلق احکامِ ضبط مشکل ترین مباحث میں سے ہے۔ یہاں تک کہ اس کی بحث نے بڑے بڑے ائمہ واہلِ فن کو حیرت میں ڈال دیا۔

جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) لکھتے ہیں:

"هذا الباب أعظم أبواب هذا النظم تنويعا، وأكثرها تأصيلا وتفريعا، وأدقها تعليلا وتوجيها، وأحوجها إلى فهم ثاقب، يبرزها للعيان ويبديها، ولذلك زلت فيه الأقدام، وتحيرت فيه العقول، من الأعلام الأئمة الفحول."[3]

”یعنی یہ باب باعتبارِ انواع واصول و تفریعات اس نظم کا سب سے بڑا اور باعتبارِ تعلیل وتوجیہات سب سے مشکل باب ہے۔ اس کے لئے قوی فہم کی ضرورت ہے جو اس باب کو کھول کر بیان کر دے۔اور اسی لئے اس میں بڑے بڑے اہلِ فن وائمہ کے قدم ڈگمگا گئے اور عقلیں حیران رہ گئیں۔“

ہمزہ کی تعریف

لغوی طور پر ہمزہ کے معنی سختی کرنے، دبانے اور عیب جوئی کرنے کے ہیں۔

جیسا کہ امام الفراہیدی رحمۃ اللہ علیہ (ت170ھ) ہمزہ کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

"الهَمْز صوتٌ مَهتوتٌ في أقصَى الحَلْق"[4]

''الھمز کا معنی ہے اقصیٰ حلق (حلق کے نچلے حصے) میں دبی ہوئی آواز۔''

ایک اور جگہ پر امام الفراہیدی رحمۃ اللہ علیہ (ت170ھ) ہمزہ کی لغوی وضاحت میں یوں لکھتے ہیں:

"همز: الهَمْزُ: العَصْرُ، تقول: هَمَزْتُ رأسَه، وهَمَزْت الجَوْزَة بكفي. وإنّما سُمِّيَتِ الهَمْزة في الحروف، لأنّها تُهْمَزُ، فَتُهَتُّ فَتُهْمَز عن مخْرَجها. تقول: يَهُتُّفلانٌ هتّأ، إذا تكلَّم بالهمز. والهَمّاز والهُمَزَةُ: من يهمز أخاه في قفاه من خلفه بعَيْب.واللُّمَزَةُ: في الإستقبال." [5]

''الھمز کا معنی ہے غبار، تو کہتا ہے میں نے اس کا سر دبا دیا ر کچل دیا، اور میں نے اپنی ہتھیلی سے باجرہ مسلا. حروف میں ہمزہ کا نام ہمزہ اس لئے رکھا جاتا ہے کیونکہ اسے سختی سے ادا کیا جاتا ہے، آواز کو دبایا جاتا ہے پھر ہمزہ اپنے مخرج سے ادا ہوتا ہے. تو کہتا ہے فلاں جب عیب جوئی کرتا ہے تو عزت کی دھجیاں اڑا دیتا ہے. اور الھَمّاز، بہت زیادہ عیب جوئی کرنے والا۔ اور الھُمَزَۃُ، اسے کہتے ہیں جو اپنے بھائی کی پشت پیچھے اس کے عیب بیان کرتا ہے (یعنی غیبت کرتا ہے). اور اللُّمَزَۃُ، اس کو کہتے ہیں جو منہ پر عیب نکالتا ہے (یعنی طعنہ زنی کرتا ہے)۔''

ہمزہ کی اقسام

بنیادی طور پر ہمزہ کی دو اقسام ہیں: ا۔ ہمزہ محققہ ۲۔ ہمزہ مخففہ

ہمزہ محققہ

ہمزہ محققہ وہ ہمزہ ہے جو ہمیشہ ثابت رہتا ہے۔ جب ہمزہ تمام صفات کے ساتھ اپنے مخرج سے ادا کیا جائے تو وہ ہمزہ تحقیقی کہلاتا ہے۔ جیسے: ﴿سَوَآءٌ﴾[6] ﴿أَنفُسَهُمۡ﴾[7]

ہمزہ تحقیقی کی ادائیگی اکثر بولنے والوں کے لئے پر تکلف اور بامشقت ہوتی ہے جس کی وجہ سے اہلِ عرب نے اسے دو قسموں، محققہ اور مخففہ میں تقسیم کر دیا۔ جیسا کہ ابو محمد الواسطی رحمۃ اللہ علیہ (ت741ھ) نے لکھا ہے:

"لمّا كان الهمز يخرج من أقصى الحلق وما يليه من أعلى الصدر مشبها للتّهوع والسّعلة، أوجب على أكثر الناطقين به كلفة ومشقة، فتصرّفت فيه العرب واستعملته على ضربين: محقّقا ومخفّفا."[8]

جب ہمزہ اقصیٰ حلق اور اس سے ملحق سینے کے اوپر والے حصے سے نکلے قے اور کھانسی کی طرح تو اس سے اکثر ناطقین پر مشقت اور تکلف واجب آتا ہے، چنانچہ اہلِ عرب نے اس میں تصریف کر کے اسے دو اقسام میں استعمال کیا ہے۔ محققہ یعنی اپنے اسی پر تکلف انداز میں، اور دوسرے مخففہ یعنی اس میں تخفیف کر کے۔

ہمزہ مخففہ

چونکہ مخرج اور تلفظ دونوں چیزوں میں ہمزہ نہایت ثقیل اور دشواری سے ادا ہونے والا حرف ہے۔ اس لئے اہلِ عرب نے اس کے ادا کرنے اور اس کے ساتھ زبان کے تلفظ کو آسان کرنے میں طرح طرح کی تخفیف سے کام لیا ہے۔ ویسے تو تمام اہلِ عرب تخفیفِ ہمزہ کرتے تھے مگر قریش کے لوگ اور ملک حجاز کے لوگوں کو اس کی بے حد تخفیف درکار تھی۔ یہی سبب ہے کہ ہمزہ کی تخفیفات اکثر اہلِ حجاز سے وارد ہوئی ہیں[9]۔ چنانچہ اہلِ حجاز نے ہمزہ کو چار طریقوں سے تخفیف دی ہے[10]:

۱ ابدال ۲ تسہیل بین بین ۳ حذف ۴ نقلِ حرکت

ابدال

یعنی ہمزہ کو اپنے ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدل دینا۔ جیسے: ﴿تَاكُلُونَ﴾[11]

جیسا کہ ابو محمد الواسطی رحمۃ اللہ علیہ (ت741ھ) نے بیان کیا ہے:

"الإبدال، وهو أن يبدل حرف لين من جنس الحركة قبله، فيصير بعد الفتحة ألفا، وبعد الضمّة واوا، وبعد الكسرة ياء"[12]

"ابدال یہ ہے کہ ماقبل حرکت کے ہم جنس حرفِ لین (مد) سے بدل دینا۔ پھر وہ (ہمزہ) فتحہ کے بعد الف ہو جاتا ہے، اور ضمہ کے بعد واؤ، اور کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے۔"

تسہیل بین بین

تسہیل بین بین سے مراد ہے ہمزہ اور اس کی حرکت کی درمیانی کیفیت سے اداء کرنا۔[13] جیسے: هَأَنتُم [14]

حذف

ہمزہ کو حذف کر دینا، گرا دینا۔[15] جیسے: ﴿شَآ أَنشَرَهُ﴾[16] کہ اصل میں یہ یوں ﴿شَآءَ أَنشَرَهُ﴾ ہے۔

نقلِ حرکت

ہمزہ کی حرکت اس سے ماقبل ساکن حرف کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دینا۔ جیسے: ﴿قَدَ اَفۡلَحَ﴾[17]

جیسا کہ ابو محمد الواسطی (ت741ھ) رقمطراز ہیں:

"الحذف مع نقل حركته إلى الساكن قبله، وسواء كان الساكن لام التعريف، أم تنوينا، أم غير ذلك من الحروف ما لم يكن حرف مدّ "[18]

"ہمزہ کی حرکت ماقبل ساکن حرف کو منتقل کر کے ہمزہ کو حذف کر دینا، پھر خواہ وہ ساکن لامِ تعریف ہو یا تنوین ہو یا حروفِ مد کے سوا باقی حروف میں سے کوئی حرف ہو۔"

ہیئتِ ہمزہ

نظام نقط کے شروع میں ہمزہ کی کوئی شکل نہیں تھی۔ بلکہ اسے نقط الاعجام کی مانند (•) گول نقطے کے ساتھ ہی ظاہر کیا جاتا تھا۔ اور ہمزہ کے مختلف احوال، یعنی ہمزہ محققہ اور ہمزہ مسہلہ کی وضاحت کرنے کے لئے ان کو مختلف الگ الگ رنگوں کے ساتھ ظاہر کیا جاتا تھا۔ مثلاً ہمزہ محققہ کو زرد رنگ کے ساتھ اور ہمزہ مسہلہ کو سرخ رنگ کے ساتھ متعارف کرایا جاتا تھا۔ تاہم دونوں ایک ہی شکل یعنی نقطۃ الاعجام کی مانند گول نقطے کی شکل میں لکھے جاتے تھے۔ بعد میں امام الخلیل رحمۃ اللہ علیہ (ت170ھ) نے ہمزہ کے لئے عین مقطوعہ یعنی (ء) کو ہمزہ کی علامت قرار دیا۔

جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے بیان کیا ہے:

"لما كانت الهمزة في المصاحف القديمة غير موضوعة، بل محلها خال، وأحدث من جاء بعد السلف لها هيئة، إما نقطة، أو عينا، وكان من أراد وضعها قد يشكل عليه محلها، أشار النقاط وغيرهم إلى أن يمتحن موضعها، أي يختبر بأن ينطق بالعين في موضعها. فالموضع الذي تظهر فيه العين، فيه توضع الهمزة"[19]

"چونکہ مصاحفِ قدیمہ میں ہمزہ وضع نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اس کی جگہ خالی تھی۔ اور سلف کے بعد آنے والوں نے اس کے ہیئت وضع کی، خواہ وہ نقطہ کی شکل تھی یا عین کی شکل تھی۔ اور جو ہمزہ وضع کرنا چاہتا تو وہ اس (عین) کی جگہ اس کو رکھتا۔ نقاط وغیرہ

نے اس محل کے انتخاب کی طرف اشارہ کیا ہے، یعنی متکلم کو اختیار ہے کہ وہ ہمزہ کی جگہ عین کے ساتھ نطق کرے۔ پس جس جگہ پر عین ظاہر ہو وہاں ہمزہ رکھ دیا جائے۔"

اسی بناء پر ہیئتِ ہمزہ کے متعلق علماءِ ضبط کے ہاں دو مذاہب پائے جاتے ہیں:[20]

۱ نقطہ مدورہ(•) ۲ عین مقطوعہ (ء)

نقطہ مدورہ

ہمزہ خواہ محققہ ہو یا مسہلہ، یہ نقط الاعجام کی مانند گول نقطے کی شکل میں ہو گا۔ جیسے:(•) کیونکہ ہمزہ عموماً کسی نہ کسی صورت (کرسی) کا محتاج ہوتا ہے۔ یعنی اکیلے خالی ہمزہ کم ہی آتا ہے بلکہ اکثر تو یہ کبھی الف کی صورت یعنی الف کے اوپر آتا ہے اور کبھی واؤ کی صورت یعنی واؤ کے اوپر، اور کبھی یاء کی صورت یعنی یاء کے اوپر آتا ہے۔ تو ایسی حالت میں الف، واؤ اور یاء ہمزہ کی صورت ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمزہ کے لئے نقطہ ہی تجویز کیا گیا جیسا کہ حرکات کے لئے نقاط تجویز کئے گئے تھے۔ تو اس طرح ہمزہ بھی حرکات کی طرح ہی ہو گیا جو حروف کے ساتھ آتی ہیں حروف سے جدا نہیں ہوتیں۔ یعنی حروف کے اوپر نیچے لگائی جاتی ہیں ان سے الگ کر کے نہیں لگائی جاتیں۔

جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے بیان کیا ہے:

"هيئة الهمزة المحققة والمسهلة: أن هيئتهما واحدة وأنها نقط، يعني مدورا، كنقط الإعجام في الصورة، وإنما جعل نقاط المصاحف هيئة الهمزة نقطة كنقط الحركة؛ لأنهم رأوها في الغالب مفتقرة إلى صورة، فصارت كالحركات التي لا تفارق الحروف."[21]

"ہمزہ محققہ اور مسہلہ کی صورت ایک ہی ہے، اور وہ ہے نقط الاعجام کی صورت میں گول نقطہ۔ اور مصاحف کے نقطے لگانے والوں نے ہمزہ کو حرکت کے نقطے کی طرح ایک نقطے کی شکل میں لگایا ہے۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ہمزہ اکثر کسی صورت کا محتاج ہوتا ہے، تو یوں ہمزہ حرکات کی طرح ہو گیا جو حروف سے جدا نہیں ہوتیں۔"

عین مقطوعہ

ہمزہ چھوٹی سی عین کی مانند ہو گا یعنی عین کا سرا ہو گا، جیسے:(ء). اس میں اہلِ نقط اور اہلِ نحو کے درمیان اتفاق ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ہمزہ کو عین کے ساتھ بھی لکھا جاتا ہے۔ تو جہاں کلام میں لفظاً عین ہو بلا خلافِ نحویین و نقاط وہ ہمزہ کا محل ہے۔ پھر خواہ وہ ہمزہ متحرکہ ہو یا منوّنہ ہو یا ساکنہ ہو یا مصوّرہ ہو یا غیر مصوّرہ۔ جیسے:(رأس) اور (رعس)،(سأل) اور (سعل)۔

جیسا کہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ت496ھ) نے بیان کیا ہے:

"اعلم أن الهمزة يمتحن موضعها من الكلمة بالعين، فحيث ما وجدت العين في لفظك بالكلمة، فهو موضعها بلا خلاف بين النحويين والنّقّاط في ذلك، وسواء كانت الهمزة متحركة بالحركات الثلاث، أو منونة، أو ساكنة، أو صور لها صورة، أو لم يصور."[22]

"یاد رکھیے کہ ہمزہ بسا اوقات کلمہ میں عین کے ساتھ بھی وضع کیا جاتا ہے، تو جہاں بھی کلمہ کے تلفظ میں عین پاؤ تو نحاۃ و اہلِ نقط کے اختلاف کے بغیر وہ ہمزہ کی جگہ ہے۔ اور برابر ہے کہ ہمزہ حرکاتِ ثلاثہ کے ساتھ متحرک ہو یا منون ہو یا ساکن ہو یا اس کی کوئی صورت ہو یا کوئی صورت نہ ہو۔"

دونوں علامات میں تطبیق

ہمزہ کے لئے جن دو علامات کا ذکر کیا گیا ہے، یعنی نقطہ مدورہ جو سب سے پہلے ہمزہ کے لئے علامت کے طور پر تجویز کیا گیا، اور عین مقطوعہ جو امام الخلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (ت170ھ) کی ایجاد ہے۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ت496ھ) نے ان دونوں علامات کو آپس میں

یوں تطبیق دی ہے۔ کہ اگر مصاحف پر اعراب امام ابو الأسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ (ت69ھ) کے طریقہ کے مطابق یعنی نقطوں کی صورت لگائے جائیں تو ہمزہ کی علامت گول نقطہ ہے۔اور اگر اعراب امام الخلیل رحمۃ اللہ علیہ (ت170ھ) کے طریقے پر یعنی حرکات کی صورت جس کو شکل المستطیل کا نام دیا جاتا ہے، لگائے جائیں تو ہمزہ کی علامت عین مقطوعہ ہے۔

جیسا کہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ت496ھ) رقمطراز ہیں:

"فتوقع الهمزة عيناً مقطوعة فيها إن كان شكلا، وإن كان نقطا فنقطة بالصفراء"[23]

"پس اگر امام الخلیل کے طریقہ کے مطابق اعراب لگائے جائیں تو ہمزہ عین مقطوعہ کی شکل میں لگایا جائے گا، اور اگر امام ابوالأسود کے طریقہ کے مطابق اعراب لگائے جائیں تو ہمزہ زرد نقطے کی شکل میں لگایا جائے گا۔"

اور الشیخ ابو زیتحار (ت1413ھ) نے لکھا ہے:

"والعمل الآن على تصويرها رأس عين صغيرة هكذا (ء) إن كانت محققة ونقطا مدورا (•) إن كانت مخففة"[24]

"اور اب اگر ہمزہ محققہ ہو تو اس (ہمزہ) کی صورت (کرسی) پر اس طرح (ء) چھوٹا سا عین کا سرا، اور اگر ہمزہ مخففہ ہو تو (ہمزہ کی صورت پر) گول نقطہ لگانے پر عمل ہے۔"

نوٹ

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ تخفیف ہمزہ صرف مغربی مصاحف میں پائی جاتی ہے۔ اہلِ مشرق کے ہاں تخفیف ہمزہ نہیں ہے۔ لہٰذا تخفیف ہمزہ، اس کا ضبط اور اس کی مثالیں اہلِ مغرب کے مصاحف کے مطابق بیان کیا جائے گا۔

اہلِ مشرق کے مصاحف میں ہمزہ عین مقطوعہ کی شکل میں ہی لگایا جاتا ہے خواہ اس کی کوئی صورت (کرسی) ہو یا صورت نہ ہو۔ خواہ ہمزہ مفردہ ہو یا مجتمعہ۔ خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں۔ کلمہ کے شروع میں ہو، درمیان میں ہو یا آخر کلمہ میں۔

ہمزہ کا رنگ

ہمزہ کے لئے علماءِ ضبط نے عام طور پر دو (زرد اور سرخ) رنگ بیان کئے ہیں۔ جنہیں ہمزہ کی مختلف حالتوں کے مطابق تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی زرد رنگ کو ہمزہ محققہ کے لئے مختص کیا گیا ہے جبکہ سرخ رنگ کو ہمزہ مخففہ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

ہمزہ محققہ کا رنگ

ہمزہ محققہ کے لئے علماءِ ضبط نے زرد رنگ مقرر کیا ہے۔ پھر ہمزہ محققہ خواہ کلمہ کے شروع میں ہو جیسے: ﴿وَءَاتَيْنَٰهُ﴾[25] یا درمیان میں ہو جیسے: ﴿سَأَلُواْ﴾[26] یا کلمہ کے آخر میں ہو جیسے: ﴿بَدَأَ﴾[27]، خواہ اس کی صورت الف ہو جیسے: ﴿ٱلنَّشْأَةَ﴾[28]، خواہ یاء ہو جیسے: ﴿يُبْدِئُ﴾[29]، یا واؤ ہو جیسے: ﴿يَعْبَؤُاْ﴾[30]، خواہ اس کی صورت نہ ہو جیسے: ﴿رَءُوفٌ﴾[31]، خواہ ہمزہ محققہ متحرکہ ہو جیسا کہ گزشتہ مثالوں میں ہے یا ساکنہ ہو جیسے: ﴿ٱلرُّءْيَا﴾[32]، خواہ ہمزہ محققہ مفردہ ہو جیسا سابقہ مثالوں میں ہے یا دوسرے ہمزہ کے ساتھ مل کر آئے جیسے: ﴿ءَأَسْجُدُ﴾[33]۔

جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے بیان کیا ہے:

"أنها إن كانت محققة في اللفظ، فهي في الخط صفراء اللون، سواء كانت أولا أو وسطا أو آخرا، وسواء كانت صورتها ألفا أو ياءا أو واوا، وسواء كانت مصورة أو غير مصورة، وسواء كانت متحركة أو غير متحركة، وسواء كانت مفردة أو مجتمعة"[34]

''اگر ہمزہ لفظاً محققہ ہو تو وہ خط میں زرد رنگ کا ہو گا، برابر ہے خواہ وہ (ہمزہ) کلمہ کے شروع میں ہو یا درمیان میں ہو یا آخر میں ہو، اور برابر ہے کہ ہمزہ محققہ کی صورت خواہ الف ہو یا یاء ہو یا واؤ ہو، اور برابر ہے کہ ہمزہ محققہ مصورہ ہو یا غیر مصورہ، اور یہ بھی برابر ہے کہ ہمزہ محققہ خواہ متحرکہ ہو یا ساکنہ، اور یہ کہ خواہ وہ مفردہ ہو یا مجتمعہ یعنی کسی دوسرے ہمزہ کے ساتھ مل کر آئے۔''

ہمزہ مخففہ کا رنگ

ہمزہ مخففہ کے لئے علماءِ ضبط نے سرخ رنگ منتخب کیا۔

جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے بیان کیا ہے:

"أنها إن كانت مخففة في اللفظ، فهي في الخط حمراء اللون" [35]

''بے شک ہمزہ اگر لفظاً مخففہ ہو تو خط میں اس کا رنگ سرخ ہو گا۔''

پھر امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ نے سرخ رنگ کے لئے ہمزہ مخففہ کی اقسام میں سے بھی تخصیص کی ہے۔

- تسہیل بین بین اور ہمزہ مبدلہ بحرفِ متحرک کو سرخ رنگ سے لکھا جائے گا۔[36]
- جبکہ ہمزہ مخففہ بصورتِ حذف، نقلِ حرکت اور ہمزہ مبدلہ بحرفِ ساکن سرخ رنگ کے حکم میں شامل نہیں ہیں۔[37] کیونکہ حذف کے وقت ہمزہ کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے جبکہ نقلِ حرکت کی صورت میں بھی ہمزہ باقی نہیں رہتا اور ابدال بحرفِ (ساکن) مد میں ہمزہ اجنبی ہو جاتا ہے۔[38]

ہمزہ محققہ کے لئے زرد رنگ کی وجہ

چونکہ علماءِ ضبط نے ہمزہ محققہ کے لئے زرد رنگ اور ہمزہ مخففہ کے لئے سرخ رنگ کی روشنائی کا استعمال پسند کیا ہے۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علماءِ ضبط نے ہمزہ محققہ کے لئے زرد رنگ کا انتخاب کیوں کیا ہے؟ حالانکہ سرخ رنگ، زرد رنگ کی نسبت سیاہ رنگ (جو قرآنِ کریم کے حروف کا رنگ ہے) کے زیادہ قریب ہے۔ تو ہمزہ محققہ چونکہ ہمزہ کی اصل صورت ہے اور مخففہ ہمزہ کی تخفیف کی ہوئی صورت ہے، اس لحاظ سے ہمزہ محققہ کا رنگ مصحف کی روشنائی سے زیادہ قریب ہونا چاہیے تھا۔ تو امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) اس کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں:

"ثم اختاروا من بقية الألوان للمحقق الصفرة، إذ هي أشرفها، حسبما أخبر الله تعالىٰ به من: أنها ﴿تَسُرُّ ٱلنَّٰظِرِينَ﴾[39]"[40]

''پھر علماءِ ضبط نے باقی تمام رنگوں میں سے ہمزہ محققہ کے لئے زرد کا انتخاب اس لئے کیا کیونکہ وہ سب سے بہترین رنگ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یوں خبر دی۔ فرمایا: کہ یہ رنگ دیکھنے والوں کو سرور بخشتا ہے (یعنی نظروں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے)۔''

نوٹ

ہمزہ کے لئے مختلف رنگوں کے استعمال کا مذکورہ حکم دورِ اول میں تھا۔ اب چونکہ مشینی طباعت کا دور ہے تو مختلف رنگوں کی مشکل ختم کرنے کے لئے ہمزہ کے لئے بھی مصحف کے حروف والی روشنائی یعنی سیاہ روشنائی ہی استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن ہمزہ کی مختلف صورتوں میں فرق کرنے کے لئے ہمزہ کی ہیئت کا اختلاف ہی کافی ہے۔[41] یعنی ہمزہ محققہ کو عین مقطوعہ اور مخففہ جن میں ہمزہ کا کوئی نشان باقی رہتا ہے مثلاً تسہیل بین بین اور مبدلہ بحرفِ متحرک کو نقطہ مدورہ سے ظاہر کیا جاتا ہے اور نقلِ حرکت میں صرف علامتِ نقل

کافی ہے (علامتِ نقل اور اس کے محل کی تفصیل نقلِ حرکت کی بحث میں بیان کی جائے گی)۔ جبکہ ہمزہ مخففہ کی باقی صورتوں میں چونکہ ہمزہ کا وجود ہی باقی نہیں رہتا تو ان کے لئے کسی خاص قسم کی علامت کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔

محلِ ہمزہ

محلِ ہمزہ کو ہمزہ کی دو کیفیات کے مطابق تقسیم کیا گیا ہے:

۱ ہمزہ کی صورت نہیں ہو گی ۲ ہمزہ کی صورت ہو گی

پہلی کیفیت

اگر ہمزہ کی صورت (کرسی) نہ ہو تو ہمزہ کو مطلقاً سطر پر رکھ دیا جائے گا۔

جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے بیان کیا ہے:

"أن الهمزة إذا لم تكن لها صورة تجعل في السطر؛ لأنها حينئذ حرف مستقل بنفسه كسائر الحروف، سواء كانت أولا أو وسطا أو آخرا"[42]

"بے شک اگر ہمزہ کی صورت نہ ہو تو اسے (مطلق) سطر پر ہی رکھ دیا جائے گا، اس لئے کہ اس وقت ہمزہ بذاتہٖ تمام حروف کی طرح ایک مستقل حرف ہے، خواہ وہ ہمزہ (غیر مصورہ) کلمہ کے شروع میں ہو یا کلمہ کے درمیان میں ہو یا کلمہ کے آخر میں ہو۔"

- جب ہمزہ غیر مصورہ کلمہ کے شروع میں ہو۔ جیسے: ﴿ءَامَنُواْ﴾[43]
- جب ہمزہ غیر مصورہ کلمہ کے درمیان میں ہو۔ جیسے: ﴿رَّءَاهُ﴾[44]
- جب ہمزہ غیر مصورہ کلمہ کے آخر میں ہو۔ جیسے: ﴿جَآءَ﴾[45]

دوسری کیفیت

اگر ہمزہ کی صورت (کرسی) ہو تو ہمزہ کو اس کی صورت میں رکھا جائے گا۔

ہمزہ مصورہ کی چار حالتیں ہیں:

۱ ہمزہ مصورہ مفتوحہ ۲ ہمزہ مصورہ ساکنہ

۳ ہمزہ مصورہ مکسورہ ۴ ہمزہ مصورہ مضمومہ

ہمزہ مصورہ مفتوحہ اور ساکنہ

ہمزہ مصورہ اگر مفتوحہ یا ساکنہ ہو تو اپنی صورت (کرسی) کے اوپر رکھا جائے گا۔ خواہ ہمزہ مصورہ کلمہ کے شروع میں ہو یا درمیان میں ہو یا آخر میں ہو، اور خواہ اس کی صورت الف ہو، یاء ہو یا واؤ ہو۔

جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے بیان کیا ہے:

"أن الهمزة التي لها شكل، إن كانت مفتوحة، أو ساكنة، فإنها تجعل فوق الشكل، سواء كانت أولا أو وسطا أو آخرا، وسواء كانت الصورة ألفا أو واوا أو ياء"[46]

"وہ ہمزہ جس کی صورت (کرسی) ہو، اگر وہ مفتوحہ یا ساکنہ ہو تو صورت کے اوپر رکھا جائے گا، برابر ہے کہ وہ ہمزہ کلمہ کے شروع میں ہو یا درمیان میں ہو یا آخر میں ہو، اور برابر ہے کہ اس کی صورت الف ہو، واؤ ہو یا یاء ہو۔"

- ہمزہ مفتوحہ اور ساکنہ بصورتِ الف، اول کلمہ میں۔ جیسے: ﴿أَجْرٌ﴾[47]، اول کلمہ میں ساکن نہیں آتا۔

وسطِ کلمہ میں، جیسے: ﴿وَرَأَيْتَ﴾[48] ﴿وَكَأْسًا﴾[49]

آخر کلمہ میں، جیسے:

﴿نَبَأً﴾[50] ﴿ٱقۡرَأۡ﴾[51]

- ہمزہ مفتوحہ اور ساکنہ بصورتِ واؤ، جیسے:

﴿فُؤَادَكَ﴾ [52] ﴿مُّؤۡصَدَةُۢ﴾[53]

- ہمزہ مفتوحہ اور ساکنہ بصورتِ یاء، جیسے:

﴿قُرِئَ﴾[54] ﴿نَبِّئۡ﴾[55]

ہمزہ مصورہ مکسورہ

اگر ہمزہ مصورہ مکسورہ ہو تو اپنی صورت کے نیچے رکھا جائے گا، خواہ اول کلمہ میں ہو یا وسطِ کلمہ میں ہو یا آخر کلمہ میں ہو، خواہ اس کی صورت الف ہو، واؤ ہو یا یاء ہو۔ جیسا کہ امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے لکھا ہے:

"إن كانت الهمزة مكسورة، جعلت تحت الشكل، سواء كانت أولا أو وسطا أو آخرا، وسواء كانت الصورة ألفا أو ياء أو واوا"[56]

"اگر ہمزہ مصورہ مکسورہ ہو تو اپنی شکل کے نیچے رکھا جائے گا، برابر ہے کہ ہمزہ مصورہ مکسورہ اول کلمہ میں ہو یا وسطِ کلمہ میں ہو یا آخر کلمہ میں ہو، اور برابر ہے کہ ہمزہ مکسورہ کی صورت الف ہو، یاء ہو یا واؤ ہو۔"

- ہمزہ مکسورہ بصورتِ الف، اول کلمہ میں، جیسے: ﴿إِنۡ هُمۡ إِلَّا﴾[57]

  وسطِ کلمہ میں، جیسے: ﴿فَإِذَا﴾ [58]

  آخر کلمہ میں، جیسے: ﴿مِن نَّبَإِ﴾ [59]

- ہمزہ مکسورہ بصورتِ واؤ، جیسے: ﴿ٱللُّؤۡلُوِ ٱلۡمَكۡنُونِ﴾ [60]

- ہمزہ مکسورہ بصورتِ یاء، وسطِ کلمہ میں جیسے: ﴿سُئِلَتۡ﴾ [61]

  آخر کلمہ میں، جیسے: ﴿ٱمۡرِيٍٕ﴾[62]

ہمزہ مصورہ مضمومہ

ہمزہ مصورہ اگر مضمومہ ہو، اور بصورتِ واؤ یا یاء ہو تو اپنی صورت کے اوپر رکھا جائے گا، اور اگر ہمزہ مصورہ مضمومہ بصورتِ الف ہو تو اپنی صورت کے درمیان میں رکھا جائے گا۔[63]

- ہمزہ مصورہ مضمومہ بصورتِ واؤ، جیسے: ﴿يَكۡلَؤُكُم﴾ [64]

- ہمزہ مصورہ مضمومہ بصورتِ یاء، جیسے: ﴿يُنشِئُ﴾ [65]

- ہمزہ مصورہ مضمومہ بصورتِ الف، جیسے: أُكُلُهَا دَآئِمٌ [66]

حرکتِ ہمزہ کا حکم

حرکتِ ہمزہ کے حکم میں امام التنسی رحمۃ اللہ علیہ (ت899ھ) نے لکھا ہے:

"أن المحققة تحرك إذ هي كسائر الحروف، وأما المخففة فإن سهلت بين بين فلا تحرك إذ حركتها غير خالصة، وكذلك لا تحرك المبدلة حرف مد، وأما المبدلة حرفا متحركا فإنها تحرك كالمحققة"[67]

”ہمزہ محققہ کو تمام حروف کی طرح حرکت دی جائے گی، اور ہمزہ مخففہ میں سے مسہلہ بین بین کو حرکت نہیں دی جائے گی کیونکہ اس کی حرکت غیر خالص ہوتی ہے، اور اسی طرح ہمزہ مبدلہ بحرفِ مد کو بھی حرکت نہیں دی جائے گی، جبکہ ہمزہ مبدلہ بحرفِ متحرک کو ہمزہ محققہ کی طرح ہی حرکت دی جائے گی۔“

یعنی اس بات پر علماءِ ضبط کا اتفاق ہے کہ ہمزہ محققہ تو تمام حروف کی طرح ایک حرف ہے لہٰذا اسے تمام حروف کی طرح حرکت دی جائے گی۔ جبکہ ہمزہ مخففہ کی مختلف صورتیں ہیں اور ان کے لئے حرکت کا حکم بھی مختلف ہے۔

- اگر ہمزہ محققہ ہو تو اس پر حرکت لگائی جائے گی۔ جیسے: ﴿أَنفُسَهُمۡ﴾(68)
- اگر ہمزہ مسہل بین بین ہو تو اس کی حرکت کو حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے: أَرَاْيۡتَ(69)
- اگر ہمزہ منقولۃ الحرکت ہو اور اس سے ما قبل صحیح ساکن ہو تو اس کی حرکت نقل کر کے ما قبل ساکن حرف کو دے دی جائے گی۔ جیسے: قَدَ اَفۡلَحَ(70)
- اگر ہمزہ منقولۃ الحرکۃ ہو اور اس سے ما قبل تنوین ہو تو ہمزہ کی حرکت نطقا ما قبل کی طرف منتقل ہو گی خطا نہیں۔ جیسے: كُفُوًا اَحَدٌ(71)
- اگر ہمزہ مبدلہ بحرفِ متحرک ہو تو اس کی حرکت میں دو قول ہیں: (72)

۱ ہمزہ مبدلہ بحرفِ متحرک کی حرکت کو حذف کر دیا جائے گا۔

جیسے: ﴿لِئَلَّا﴾(73) ﴿مُّؤَجَّلًا﴾(74)

۲ ہمزہ مبدلہ بحرفِ متحرک پر حرکت لگائی جائے گی۔ اور اسی پر عمل ہے۔

جیسے: ﴿لِئَلَّا﴾(75) ﴿مُّؤَجَّلًا﴾(76)

- اگر ہمزہ مبدلہ بحرفِ مد ہو تو اس کی حرکت حذف کر دی جائے گی۔

نوٹ

پاکستانی مصاحف میں ہمزہ محققہ بصورتِ الف کو یوں لکھا جاتا ہے کہ الف پر ہمزہ کی علامت یعنی عین مقطوعہ لگائے بغیر ہی صرف متعلقہ حرکت لگا دی جاتی ہے۔ جیسے:

اَمَرَ اللّٰهُ(77) اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا(78)

---

1. Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr al-Suyūṭī, al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān (al-Qāhirah: al-Hayʾah al-Miṣrīyah al-ʿĀmmah li-l-Kitāb, 1394H/1974), vol. 8, p. 247.
2. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 155.

3. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz, p. 151.
4. Khalil bin Ahmad Al-Farāhīdī, Kitāb al Ain, 349/3.
5. Iḍānan: vol. 4, p. 17.
6. Sūrat al-Baqarah, 2:6.
7. Sūrat al-Baqarah, 2:9.
8. Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muʾmin Tāj al-Dīn al-Muqriʾ, al-Kanz fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr (al-Qāhirah: Maktabat al-Thaqāfah al-Dīnīyah, 1425H/2004), vol. 1, p. 225.
9. Jalāl al-Dīn ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr al-Suyūṭī, al-Itqān fī ʿUlūm al-Qurʾān (al-Qāhirah: al-Hayʾah al-Miṣrīyah al-ʿĀmmah li-l-Kitāb, 1394H/1974), vol. 1, p. 340.
10. Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muʾmin Tāj al-Dīn al-Muqriʾ, al-Kanz fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr (al-Qāhirah: Maktabat al-Thaqāfah al-Dīnīyah, 1425H/2004), vol. 1, p. 225.
11. Sūrat Āl ʿImrān, 3:49.
12. Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muʾmin Tāj al-Dīn al-Muqriʾ, al-Kanz fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr (al-Qāhirah: Maktabat al-Thaqāfah al-Dīnīyah, 1425H/2004), vol. 1, p. 225.
13. Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muʾmin Tāj al-Dīn al-Muqriʾ, al-Kanz fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr, 225./1.
14. Sūrat al-Nisāʾ, 4:104.
15. Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muʾmin Tāj al-Dīn al-Muqriʾ, al-Kanz fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr (al-Qāhirah: Maktabat al-Thaqāfah al-Dīnīyah, 1425H/2004), vol. 1, p. 226.
16. Sūrat ʿAbasa, 80:22.
17. Sūrat al-Aʿlā, 87:14.
18. Abū Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muʾmin Tāj al-Dīn al-Muqriʾ, al-Kanz fī al-Qirāʾāt al-ʿAshr (al-Qāhirah: Maktabat al-Thaqāfah al-Dīnīyah, 1425H/2004), vol. 1, p. 226.
19. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 183.
20. Aḥmad Muḥammad Abū Zaytḥār, al-Sabīl ilā Ḍabṭ Kalimāt al-Tanzīl, 1st edn. (2009/1430H), p. 30; Muḥammad.
21. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 154.
22. Abū Dāʾūd Sulaymān ibn Najāḥ, Uṣūl al-Ḍabṭ (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 1427H), p. 128.

23. Abū Dāʾūd Sulaymān ibn Najāḥ, Uṣūl al-Ḍabṭ, 129.
24. Aḥmad Muḥammad Abū Zaythār, al-Sabīl ilā Ḍabṭ Kalimāt al-Tanzīl, 1st edn. (2009/1430H), p. 30.
25. Sūrat Maryam, 19:12.
26. Sūrat al-Nisāʾ, 4:153.
27. Sūrat al-ʿAnkabūt, 29:20.
28. Sūrat al-ʿAnkabūt, 29:20
29. Sūrat al-ʿAnkabūt, 29:19.
30. Sūrat al-Furqān, 25:77
31. Sūrat al-Ḥashr, 59:10
32. Sūrat al-Isrāʾ, 17:60
33. Sūrat al-Isrāʾ, 17:61
34. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 155.
35. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 156.
36. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz, 156.
37. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz, 156.
38. Aḥmad Muḥammad Abū Zaythār, al-Sabīl ilā Ḍabṭ Kalimāt al-Tanzīl, 1st edn. (2009/1430H), p. 31.
39. Sūrat al-Baqarah, 2:69
40. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 157.
41. Aḥmad Muḥammad Abū Zaythār, al-Sabīl ilā Ḍabṭ Kalimāt al-Tanzīl, 1st edn. (2009/1430H), p. 31.
42. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 176.
43. Sūrat al-Baqarah, 2:9.
44. Sūrat al-ʿAlaq, 96:7
45. Sūrat al-Naṣr, 110:1
46. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 179.

47. Sūrat al-Tīn, 95:6.
48. Sūrat al-Naṣr, 110:2
49. Sūrat al-Nabaʾ, 78:34
50. Sūrat al-Aʿrāf, 7:175
51. Sūrat al-ʿAlaq, 96:1
52. Sūrat al-Furqān, 25:32
53. Sūrat al-Balad, 90:20
54. Sūrat al-Aʿrāf, 7:204
55. Sūrat al-Ḥijr, 15:49
56. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 180.
57. Sūrat al-Furqān, 25:44
58. Sūrat al-Isrāʾ, 17:104
59. Sūrat al-Qaṣaṣ, 28:3
60. Sūrat al-Wāqiʿah, 56:23
61. Sūrat al-Takwīr, 81:8
62. Sūrat ʿAbasa, 80:37
63. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 180.
64. Sūrat al-Anbiyāʾ, 21:42
65. Sūrat al-ʿAnkabūt, 29:20.
66. Sūrat al-Raʿd, 13:36
67. Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn ʿAbd Allāh al-Tanassī, al-Ṭirāz fī Sharḥ Ḍabṭ al-Kharrāz (al-Madīnah al-Munawwarah: Mujammaʿ al-Malik Fahd, 2008), p. 158.
68. Sūrat al-Baqarah, 2:9.
69. Sūrat al-Māʿūn, 107:1
70. Sūrat al-Muʾminūn, 23:1
71. Sūrat al-Ikhlāṣ, 112:4
72. Abū Isḥāq Ibrāhīm ibn Aḥmad al-Mārghinī, Dalīl al-Ḥayrān ʿalā Mawrid al-Ẓamʾān (al-Qāhirah: Dār al-Ḥadīth), p. 378.
73. Sūrat al-Baqarah, 2:150
74. Sūrat Āl ʿImrān, 3:145
75. Sūrat al-Baqarah, 2:150
76. Sūrat Āl ʿImrān, 3:145

77. Sūrat al-Baqarah, 2:27

78. Sūrat Āl ʿImrān, 3:23